

Bhai Sahib

اُج صبح ہی صبح جب میں نے آلو والی ٹوکری میں جھانکا تو جھاڑنے سے بھی کوئی نہیں نکلا۔ اب سبزی والے کا انتظار کون کرے۔ بچیاں اسکول سے آتی ہوں گی اور آتے ہی بھوک بھوک کا شور مچا دیں گی۔ اب بندی کرے تو کیا کرے۔ نازی ٹھیک ٹھاک محبوب بیوی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ کہنے کی کیا ضرورت ہے بھلا، کہتے ہیں ڈھنڈورا تو وہ پیٹیں جو اندر سے خالی ہوں۔ سرمہ بڑے غور سے سن رہا تھا پانچ سال پرانی بیوی کو۔ نانٹ بلب کی مدھم سی روشنی نے بتایا کہ وقت نے نازی کا کچھ بھی نہیں بگاڑا تھا۔ وزن ذرا سا بڑھا ضرور ہے مگر باقی وہ ویسی کی ویسی تھی۔ 'n' زندگی میں پہلی بار پہلی ہی بندی نازیہ احسان پر مر متھے والا سرمہ آج بھی اس کا گرویدہ تھا۔ چاروں شانے چت۔ یہ محبت ہوتی ہی ایسی ہے کبھی کر کے تو دیکھو، تمہارے نام سے جس کو نسبت نہ ہوگی۔ وہ افسانہ ہو گا حقیقت نہ ہوگی۔ 'n' تو پھر بندی نے کیا کیا آخر جو آلو گوشت بنانے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ کرنا کیا تھا۔ میں کئی سیدھی عانزہ کے گھر، بھئی دو چار آلو ہی دے دو۔ کہنے لگی۔ نازی اپنی پرسوں ختم ہوئے ہیں انڈے پڑے ہیں فریج میں وہ بنالو۔ تمہیں تو پتا ہی ہے سرمہ، انڈے مجھے کتنے برے لگتے ہیں۔ بی پی فوراً ہائی ہو جاتا ہے، کھانے کے بعد والا عذاب کون جھیلے پھر میں نے دیکھا فائز بھائی صاحب بازار سے ہو کر آ رہے تھے۔ بہت سارے نیلے پیلے شاہر آٹھا رکھے تھے۔ بے چارے بیٹھنے کے بجائے فوراً بازار گئے اور آلو لا کر دیے۔ پھر بنایا میں نے مزیدار گرما گرم آلو چکن کا سالن کیوں اچھا بنا ہے ناں۔ آخر میں اس کی مسکراتی آنکھیں گول گول گھومیں۔ بہت اچھا لگا مجھے۔ بنایا کس نے ہے۔ وہ پھیک سی بنسی ہنس دیا تھا۔ نازی کے وہاں جائے کا سن کر۔ اس فائز بھائی صاحب کا نام تو فائزہ بہن جی ہونا چاہیے تھا۔ لعنتی کہیں کا۔ ہر جگہ دستیاب۔ پتا نہیں یہ نکل کہاں سے آتا ہے۔ ایک بار پھر دل ہی دل میں نازی کے بہنوئی کو کوستے ہوئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ 'n'، 'n' فائز، نازی کا اکلوتا بہنوئی تھا اور عانزہ چھوٹی ایک اکیلی بہن، بہن سے محبت کی حد تک تو سب ٹھیک تھا۔ چلو بہن ہے، وہ بھی چھوٹی مگر نازی کی عقیدت فائز بھائی صاحب سے بھی کچھ کم نہیں تھی۔ 'n' فائز بھائی اندر آئیں ناں، بیٹھ جائیں۔ آپ کے لیے چائے لاؤں۔ بھی بچو ریموٹ فائز انکل کو دے دو انکل کو تنگ بالکل نہ کرو۔ بری بات رمشہ بند کرو یہ چیخ پکار انکل کیا سوچیں گے یہی ناں کہ رمشہ اور آمنہ گندی بچیاں ہیں۔ یہ وہی ریموٹ تھا جو اکثر نازی اس کے ہاتھ سے چھین کر بچوں کو تھما دیا کرتی تھی۔ بچیاں ہیں یہ جاردن ہیں کھیلنے کودنے کے اور آپ ہیں کہ اس منحوس ریموٹ کی خاطر بچوں کی طرح منہ پھلا کر بیٹھے ہیں خبروں کے لیے اخبار ہے ناں، آمنہ چندا، فوراً پاپا کو اخبار اکٹھا کر کے دو۔ اخبار کے اوراق کچھ بیڈ کے نیچے اور رنگین صفحہ پر محترمہ نازی صاحبہ تشریف فرما ہوئیں۔ 'n' اوہ سوری سرمہ، یہ بچیاں بھی ناں ہوش بھلا دیتی ہیں۔ ابھی اچھا بھلا بیٹھ کے پڑھ رہی تھی اور اب اوپر چڑھ کر بیٹھی ہوں۔ یہ لیں ٹھیک کر دیا ہے۔ اب ناراض تو نہ ہوں۔ آخر میں منہ پھلا کر ناراض نہ ہونے کی فرمائش بھی ہوئی۔ 'n' عینک رکھی کہاں تھی یہ بھی ذرا یاد کر لیں، ابو یہ لیں ادھر ہی تھی۔ آپ چلیں میں چائے لے کر آتی ہوں۔ سرمہ فطرتاً محبت کرنے والا انسان تھا اور نازی کے لیے تو یوں بھی اس کے دل میں جگہ ہی جگہ تھی۔ وہ اکثر ایل ای ڈی سے دور ہی رہتا مگر یہ فائز اس کی دفعہ تو اسے خوب غصہ آتا تھا۔ یہ نازی کو بچیوں کے چار دن کیوں بھول جاتے ہیں اس کی دفعہ، با تیں تو وہ بھی فائز سے کر لیتا تھا مگر اندر ہی اندر کڑھتا رہتا تھا۔ نازی کبھی تھی۔ اسے جلن کہتے ہیں سرمہ آپ جلا نہ کر یں۔ کیا میں جلتا ہوں۔ 'n' اس بدبختی کا آغاز ہوئے کچھ ہی مہینے ہوئے تھے سرمہ کی شادی بڑی مشکل سے ہوئی تھی نازی سے۔ سو قسم کے بڑے اور مختلف قسم کے چھوٹوں کی مخالفت کے باوجود اس نے جو سوچا تھا کر دکھایا تھا۔ اس میں نازی کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر تھا۔ وہ تو رشتہ دار سمجھ کے مسکراتی تھی اور وہ امی سے بات کر بیٹھا۔ بس یہیں سے مشکلات کا آغاز ہوا تھا۔ شادی کے بعد بھی امی اور باجیوں کا منہ بہت عرصے تک سوچا رہا تھا۔ جب سوچن اتری تو ایک طوفان بدتمیزی کا آغاز ہوا تھا۔ ایک طرف وہ سب سے چھوٹا امیدوں کا مرکز، بہنوں کا راج دلا رہا، اسے لعنتی مردوں کا خطاب پانے میں بہت کم عرصہ لگا تھا۔ اور دوسری طرف نازی وہ بھی انہیں کسی بھی طرح معاف کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ اینٹ کا جواب پتھر سے آنے لگا تھا۔ اس روز روز کی چیخ چیخ کا نتیجہ علیحدگی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ گود میں دو جڑواں بیٹیاں لیے نازی سامان سمیت رخصت ہونے والی تھی جب بڑی باجی فرمانے لگیں۔ ہماری بد دعاؤں کا نتیجہ ہیں یہ دو لڑکیاں۔ تمہاری دفعہ کس نے بد دعا دی تھی تمہاری امان کو؟ جواب پٹاخ سے آیا تھا۔ اس عذاب کو کوئی کہاں تک جھیل سکتا تھا آخر اس تماشے کو اب بند کرنا ہی اچھا تھا۔ پھر نازی کی فرمائش پر سرمہ نے ٹھیک اسی کالونی میں گھر لے لیا تھا۔ جہاں نازی کی چھوٹی بہن عانزہ ایک گلی چھوڑ کر رہتی تھی۔ آنا جانا اب لگا ہی رہتا تھا جب ایک دن اس نے پیار سے نازی کو سمجھایا تھا۔ نازی، میری جان، عانزہ کی حد تک تو ٹھیک ہے مگر فائز تمہارا صرف بہنوئی ہے۔ اتنی بے تکلفی ٹھیک نہیں ہے۔ 'n' اور وہ بے تکلفی کیسی ہے جو آپ کو آزر بھائی کے ساتھ درکار ہوئی ہے۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے۔ سرمہ تمہیں نہ میں اچھی لگتی ہوں نہ میری بہن اور فائز تو بالکل میرے بڑے بھائی کی طرح ہے۔ ٹھیک ہے کہ ہم دونوں بہنوں کا کوئی بڑا بھائی نہیں ہے مگر فائز بھائی۔ تو مجھے اپنے بھائی کی طرح لگتے ہیں۔ اچھی نہیں لگی تمہاری یہ بات مجھے۔ اپنوں کی دفعہ تو۔ 'n' اب سرمہ اپنے بہنوئی آزر بھائی اور سامعہ آپا کو آنے سے منع تو نہیں کر سکتا تھا بڑی مشکلوں سے تو انہیں راضی کیا تھا ورنہ وہ بہ گستاخی برداشت کرنے کو تیار نہیں تھیں، بھلا ہوا ماں کا انہوں نے ہی سمجھا بچھا کر انہیں آمادہ کیا تھا کہ انہیں سرمہ اور نازی کے بیچ فساد ڈالنے کی کوششیں ترک نہیں کرنی چاہیے آخر دنیا امید پر قائم ہے۔ 'n'، 'n'، 'n' صبح وہ بڑے زور و شور سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی تھی جہاں فائز اور عانزہ بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ السلام علیکم آیا، فائز نے نہایت ہی ادب سے سلام کیا تھا۔ یہ سرمہ بھی ناں اسے اچانک ہی سرمہ یاد آ گیا تھا۔ سلام کا جواب دے کر وہ ایک کرسی پر تک گئی تھی بچیوں کو اس نے ابھی ابھی اسکول بھیجا تھا فائز عانزہ دونوں ہی اس کا بہت احترام کرتے تھے اسے بھی ان کے درمیان بیٹھنا بہت اچھا لگتا تھا۔ فائز اٹھ کر چلا گیا تھا اور گرما گرم چائے کے ساتھ بسمکت لے کر لوٹا تھا۔ بہت شکر یہ بھائی میں خود بنا لیتی آپ نے۔ 'n' کیوں تکلف کیا۔ اس کی سعادت مندی پر اسے جی بھر کر پیار آیا تھا۔ کتنا اچھا آدمی تھا اس کا بہنوئی یہ خیال اسے اکثر ان کی طویل سیڑھیاں چڑھتے، چائے پیتے کبھی ان کے گرم کمرے اور کبھی ٹھنڈے کمرے میں بیٹھ کر آیا کرتا تھا۔ یہ چھٹا مہینہ تھا۔ اس چھت بھری ہمسائیگی رشتے داری کا جو دل میں ٹھنڈ ڈال دیا کرتا تھا۔ اچھا اب میں چلوں اور فائز بھائی، بازار سے یہ بچیوں کے فیورٹ نوڈلز لیتے آئے گا۔ ارے یہ سو روپے آپ رکھیں باجی، اب کوئی زیادہ سامان تو ہے نہیں، یہ میں لے آؤں گا۔ اللہ تمہیں پیارا

جیسا سلوک کریں سا بیٹا عطا فرمائے۔ پیسے واپس پکڑتے ہوئے نازی نے خوشی سے دعا دی تھی۔ یہ اپنے جب اپنوں تو کتنی خوشی ہوئی ہے، ایسی ہی نازی کو بھی ہوئی تھی۔ ہاں بس اب دے دے اللہ پچھلے مہینے بھی لیڈی ڈاکٹر چینج کی تھی ان گولیوں ٹیکوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا، آپ کوئی مسورہ!، n' فائز نے اپنے دل کی باتیں کہنا شروع کر دی تھیں اور اس نے جلدی سے نکلنے میں ہی عافیت جانی تھی۔ پتا نہیں وہ اور کون کون سے مسائل بیان کرنے والے تھے۔ یہ فائز بھائی بھی ناں یہ بھلا کہنے کی باتیں تھیں اسے سن کر شرم محسوس ہوئی تھی اور عازرہ نے بھی یقیناً اچھا محسوس نہیں کیا تھا!، n' پریشان ہیں ناں اس لیے۔ نازی نے خود ہی سوچ لیا تھا۔ بات مہنگائی، بچت، اپنوں کی بے وفائی تک اکثر پہنچ جایا کرتی تھی اور اب۔ بائے اب بندہ کیا کہے!، n'***، n' آج نازی نے گھر کی صفائی بہت دل لگا کر کی تھی سارے پودوں کی کانٹ چھانٹ اور پھر بعد میں سامان کی لسٹ بنائی تھی۔ سرمد ایک ہفتے کے لیے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اس کے پاس بہت سارے پیسے موجود تھے اور اس پہ کوئی چیک اینڈ بیلنس بھی نہیں تھا۔ اسی وجہ سے وہ اچھے خاصے پیسے بچا بھی لیتی تھی۔ سامان کی مختصر سی لسٹ لے کر وہ گھر سے نکلی ہی تھی کہ فائز بھائی صاحب مل گئے۔ بازار جا رہا ہوں ا پی، آپ بھی آ جائیں۔ ان کی بانیک کو غنیمت جانتے ہوئے نازی ان کے پیچھے جا بیٹھی تھی راستے کی ان کی ساری گفتگو کا لب لباب یہی تھا۔ کہ مہنگائی بہت ہو گئی ہے۔ اف کتنا بولتے ہیں بے۔ نازی سن سن کر تھک چکی تھی مگر وہ بول بول نہیں تھکے۔ اس نے پالک آلو، چنا چاٹ اور بہت سا دوسرا سامان خریدا۔ فائز بھائی نے آرام سے اس کا انتظار کیا تھا اور وہ دونوں سیدھے ان کے گھر ہی چلے آئے تھے۔ جائے پینے کے بعد جب وہ بھاری شاپر اٹھائے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ ایک بے تکلف ہاتھ اس کے کندھے پہ اٹھرا تھا وہ سمجھی عازرہ ہے۔ تھک جائیں گی۔ میں اٹھالیتا ہوں۔ ان کا ہاتھ یقیناً کہیں آگے کا بھی سفر کرنے والا تھا کہ وہ فوراً پیچھے ہوئی تھی شکر تھا ایک بڑی چادر اس نے لے رکھی تھی۔ یہ سارا سامان میں خود لے جاؤں گی۔ پیچھے بٹیں آپ۔ اس کا لہجہ ایک دم بہت سخت ہو چلا تھا۔ میں تو پتا نہیں وہ کیا امید کر رہے تھے پھر ایک دم سے پیچھے ہٹے تھے۔ قصور اس کی بہنوئی کا ہرگز نہیں تھا اس کا تھا جس نے اپنی حدود کا خود خیال نہیں رکھا تو وہ کیوں رکھنے لگے!، n'***، n' سنو تم وہ اپنے بھائی صاحب کی طرف نہیں گئیں۔ ہر وقت اچھا تو نہیں لگتا ناں۔ آپ ہی تو کہتے ہیں۔ ارے اتنی سمجھ داری۔ اب وہ اتنی تو سمجھ داری تھی ہی کہ اس منحوس بھائی صاحب کی حرکت کے بارے سرمد کو نہ بتاتی بلکہ خود ہی محتاط ہو جاتی۔ سرمد نے اس کی اس بات پر سکون محسوس کرتے ہوئے چائے کا کپ تھام لیا تھا۔ چلو یہ بھائی صاحب والا قصہ تو ختم ہوا!، n' (ختم شد)، n' (شازیہ الطاف)